عمرہ کرنے والا اگر مکہ مکرمہ پہنچ جائے اور عمرہ کرنے سے روک دیا جائے، تو اب کیا حکم ہے؟

ریفرنس نمبر: har 3953
تاریخ: 09-03-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہت سے عمرہ زائرین جو مکہ مکرمہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے موجود ہیں، مگر حکومت وقت نے عمرہ کرنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے، مطاف و مسعی دونوں جگہیں بند ہیں، اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اس صورت میں معتمرین کے لیے کیا حکم ہے؟ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے لیے انہیں کیا کرنا چاہیے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

سائل: محمد اکرم عطاری، نزیل مکہ مکرمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جو لوگ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ شریف آچکے، پھر حکومت کی طرف سے ان کو مطلقاً طواف سے روک دیا گیا، تو شرعاً یہ محصر ہیں کہ احصار جس طرح حج میں متحقق ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ میں بھی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ حج میں احصار، وقوف و طواف دونوں سے روکنا ہے، جبکہ عمرہ میں احصار صرف طواف سے روکنا ہے کہ عمرہ کا رکن طواف ہی ہے۔ نیز جس طرح احصار حل و آفاق میں ہو سکتا ہے یونہی حرم بلکہ مکہ میں بھی ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ﴾ اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو، پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ، جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت 196)

صحیح بخاری میں ہے: "عن نافع ان عبد اللہ بن عمر حین خرج الی مکۃ معتمراً فی الفتنۃ قال ان صددتم عن البیت صنعنا کما صنعنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاھل بعمرۃ من اجل ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان اھل بعمرۃ عام الحدیبیۃ" حضرت نافع سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما جب ایام فتنہ میں عمرہ کے لئے مکہ کی طرف نکلے تو فرمایا کہ اگر تمہیں بیت اللہ سے روک دیا جائے تو ہم وہی کریں گے جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہمراہی میں کیا۔ پھر عمرے کا احرام باندھا اس لئے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ (صحیح بخاری، ج 1، ص 331، مطبوعہ لاہور)

بدائع میں ہے: "الاحصار کمایکون عن الحج یکون عن العمرة عند عامة العلماء" علمائے عامہ کے نزدیک احصار جس طرح حج میں ہوتا ہے اسی طرح عمرہ میں بھی ہوتا ہے۔

(بدائع الصنائع، ج3، ص190، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

مناسک لملا علی القاری میں ہے: "وفی العمرة ای والاحصار فیھا ھو المنع عن الطواف ای بعد الاحرام بھا اوبھما لا غیر اذ لیس فیھا رکن الا الطواف بخلاف الحج" اور عمرہ میں یعنی عمرہ میں احصار یہ روکنا ہے عمرہ کے احرام کے بعد یا حج وعمرہ کے احرام کے بعد طواف سے کیونکہ حج کے برخلاف عمرہ میں طواف کے علاوہ کوئی رکن نہیں۔

(مناسک، ص412، مطبوعہ کراچی)

امام زیلعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں: "ومن منع بمکة عن الرکنین عنھما فھو محصر یعنی ان منع بمکة عن الطواف والوقوف بعرفة صار محصراً لانه تعذر علیه الوصول الی الافعال فکان محصراً کما اذا کان ذلک فی الحل قال رحمه اللہ: والا لا ای ان لم یمنع عنھما بان قدر علی احدھما لا یکون محصراً۔۔۔وروی ان ابا یوسف قال: سالت ابا حنیفة عن المحصر یحصر فی الحرم قال: لا یکون محصراً" اور جو شخص مکہ میں حج کے دو، رکنوں سے روک دیا گیا تو وہ محصر ہے یعنی اگر وہ طواف کعبہ اور وقوف عرفہ سے روک دیا جائے تو وہ محصر ہو گا کیونکہ اس پر افعال تک پہنچنا مشکل ہو گیا پس وہ محصر ہو گا جیسا کہ یہ شخص حل میں ہوتا۔ مصنف امام نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا: ورنہ نہیں یعنی اگر ان دونوں سے نہ روکا گیا اس طرح کہ ایک رکن پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہو گا۔۔۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت، آپ نے فرمایا: میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اس محصر کے بارے میں پوچھا جسے حرم میں روک دیا گیا ہو۔ فرمایا: وہ محصر نہیں۔

مزید فرماتے ہیں: "الاول اصح وھو التفصیل۔" پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور وہ تفصیل والا ہے۔

(تبیین الحقائق، ج2، ص415، مطبوعہ کراچی)

علامہ چلپی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں: "قوله: (وھو التفصیل) وھو ان من منع عنھما بمکة کان محصراً ومن قدر علی احدھما لا یکون محصراً اھ" اس کا قول: اور وہ تفصیل والا قول ہے۔ اور وہ یہ کہ جو حج کے دو رکنوں سے روک دیا جائے تو وہ محصر ہو گا اور جو شخص ان میں سے ایک پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہو گا۔

(حاشیۃ الشیخ الشلبی علی تبیین الحقائق، ج2، ص415، مطبوعہ کراچی)

مناسک لملا علی القاری میں ہے: "وفی ھذہ المسالة خلاف بین الامام وابی یوسف، حیث قال: سالته عن المحرم یحصر فی الحرم، فقال: لم یکن محصرا۔ قلت: الم یحصر النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم واصحابه بالحدیبیة وھی من الحرم فقال: نعم لکن کانت حینئذ دار الحرب، واما الآن فھی دار الاسلام، والمنع فیه عن

جمیع افعال الحج نادر، فلا یتحقق الاحصار، و قال ابو یوسف: اما عندی فالا حصار بالحرم یتحقق اذا غلب العدو علی مکة حتی حال بینه و بین البیت، یعنی او بینه و بین الوقوف بعرفة، و اقول: و لا یبعد من غیر العدو ایضاًبان حبسه حا کم عنهما، و اما ما ذکره الطرابلسی من انه اذا دخل مکة و احصر لا یکون محصراً ای شرعاً، فمحمول علی ما ذکر فی الاصل مطلقاً بخلاف ما ذکر محمد فی النوادر مفصلاً بقوله: و ان کان یمکنه الوقوف و الطواف لم یکن محصراً، و الا فهو محصر و قد قالوا: الصحیح ان هذا التفصیل المذکور قول الکل علی ما ذکر الجصاص و غیره و صححه القدوری، و صاحب الهدایة و الکافی و البدائع و غیرهم۔۔قال ابن الهمام: والذی یظهر من تعلیل منع الاحصار فی الحرم تخصیصه بالعدو، و اما ان احصر فیه بغیره فالظاهر تحققه علی قول الکل، و هذا غایة التحقیق، و اللہ ولی التوفیق" اور اس مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم علیہ الرحمۃ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو حرم میں محصور ہو گیا کہ کیا وہ محصر ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا محصر نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں محصور نہیں ہوئے؟ حالانکہ یہ حرم میں شامل ہے۔ فرمایا: ہاں، لیکن اس وقت (حرم شریف) دار الحرب تھا اور اب دار الاسلام ہے اور حج کے سارے افعال سے روک دیا جانا نادر ہے پس احصار متحقق نہیں ہو گا اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بہر حال میرے نزدیک احصار متحقق ہو گا جب مکہ شریف پر دشمن غالب آجائے حتی کہ محرم اور کعبہ شریف کے درمیان حائل ہو جائے یا محرم اور وقوف عرفہ کے درمیان حائل ہو جائے اور میں کہتا ہوں بعید نہیں کہ دشمن کے علاوہ کوئی اور شخص بھی حائل ہو جائے جیسا کہ حاکم ان دو رکنوں سے روک دے اور بہر حال جس کو طرابلسی نے ذکر کیا کہ جب کوئی شخص مکہ میں داخل ہو جائے اور روک دیا جائے تو وہ شرعاً محصر نہیں کہلائے گا یہ اس پر محمول ہے جو اصل میں مطلقاً ذکر کیا گیا بر خلاف اس کے جو امام محمد علیہ الرحمۃ نے نوادر میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا کہ اگر وقوف عرفہ اور طواف ممکن ہو تو محصر نہیں ہو گا ورنہ محصر ہو گا اور فقہائے کرام نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ یہ مذکورہ تفصیل سب کا قول ہے اس کے مطابق جو امام جصاص وغیرہ نے ذکر کیا اور امام قدوری، صاحب ہدایہ، کافی بدائع وغیرہم نے اس کو صحیح قرار دیا۔ ابن ہمام نے فرمایا: اور وہ جو ظاہر ہے یعنی حرم شریف میں احصار کے ممنوع ہونے کی علت اس کی تخصیص دشمن کے ساتھ ہے اور اگر حرم شریف میں دشمن کے علاوہ کسی اور وجہ سے روک دیا تب بھی سب کے قول پر ظاہر یہی ہے کہ احصار متحقق ہو گا اور یہ انتہائے تحقیق ہے اور اللہ تبارک وتعالی ہی توفیق کا مالک ہے۔ (مناسک، ص412، مطبوعہ کراچی)

نہایہ میں بھی تفصیلی قول کو صحیح قرار دیا۔ بحر میں فرمایا کہ نہایہ کی تصحیح اس طرف اشارہ ہے کہ تفصیلی قول کو نادر الروایہ قرار دینا اور "مکہ میں احصار نہیں" کے قول کو ظاہر الروایہ قرار دینا مردود ہے۔ چنانچہ بحر الرائق میں ہے:" و قد قیل فی المسالة خلاف بین ابی حنیفة و ابی یوسف و الصحیح ما تقدم من التفصیل۔ کذا فی النهایة۔ و هو اشارة الی

ردما فی المحیط حیث جعل ما فی المختصر من التفصیل روایۃ النوادر و ان ظاہر الروایۃ ان الاحصار بمکۃ عنھما لیس باحصار لانہ نادر و لا عبرۃ بہ" اور کہا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے درمیان اختلاف ہے اور صحیح تفصیل والا قول ہے جو پیچھے گزر چکا۔ اسی طرح نہایہ میں ہے اور یہ اشارہ ہے اس کے رد کی طرف جو محیط میں ہے اس حیثیت سے کہ صاحب محیط نے اس تفصیل کو جو مختصر میں ذکر کی گئی ہے روایت نوادر قرار دیا اور فرمایا ظاہر الروایہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں ان دو ارکان سے روک دیا جانا شرعا احصار نہیں ہو گا کیونکہ یہ نادر ہے اور اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (بحرالرائق، ج3، ص100، مطبوعہ کوئٹہ)

ہدایہ میں مزید ہے:" ومن احصر بمکۃ وھو ممنوع عن الطواف والوقوف فھو محصر) لانہ تعذر علیہ الاتمام فصار کما اذا احصر فی الحج (وان قدر علی احدھما فلیس بمحصر) اما علی الطواف فلان فائت الحج یتحلل بہ والدم بدل عنہ فی التحلل واما علی الوقوف فلمابینا وقد قیل فی ھذہ المسئلۃ خلاف بین ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ تعالی والصحیح ما اعلمتک من التفصیل واللہ تعالی اعلم" اور جو شخص مکہ میں محصور ہو گیا اس حال میں کہ وہ طواف زیارہ اور وقوف عرفہ سے روک دیا گیا تو وہ محصر ہے کیونکہ اس پر اتمام متعذر ہو گیا۔ پس یہ ایسے ہو گیا جیسا کہ وہ حج میں محصور ہو گیا اور اگر ان میں سے ایک رکن کے ادا کرنے پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہو گا بہر حال طواف پر کیونکہ حج کو فوت کرنے والا اسی سے احرام سے باہر ہوتا ہے اور دم اس کا بدل ہے احرام کھولنے میں اور بہر حال وقوف پر اس کی جہ سے کہ جو ہم نے بیان کیا۔ اور کہا گیا کہ اس مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہااللہ کے درمیان اختلاف ہے اور صحیح وہ ہے جو میں نے تم کو تفصیلی بتایا۔ اللہ تبارک وتعالی خوب جانتا ہے۔

(الھدایہ مع فتح القدیر، ج3، ص58، مطبوعہ کوئٹہ)

محصر احرام سے باہر آنے کے لئے حدود حرم میں بکری، بکرا وغیرہ جانور کہ جو قربانی کے شرائط کے مطابق ہو، ذبح کرے۔ اگر خود نہیں کر سکتا یا خود کا حرم پہنچنا دشوار ہے، تو کسی دوسرے کو ایک بکری کی قیمت دے کر اپنا وکیل مقرر کر دے اور وہ اس قیمت سے بکری خرید کر اس کی طرف سے حدود حرم میں ذبح کر دے۔ جب بکری ذبح ہو جائے گی، تو اس کا احرام کھل جائے گا۔ یہ یاد رہے کہ قربانی ذبح ہونے سے پہلے اگر ممنوعات احرام میں سے کسی بھی جرم کا ارتکاب کیا، تو اس کے اعتبار سے صدقہ یا دم وغیرہ لازم ہو جائے گا، لہذا جب قربانی کے لئے کسی کو اپنا وکیل مقرر کرے، تو اس سے یہ بات طے کر لے کہ فلاں دن، فلاں وقت قربانی ذبح ہو گی۔ پھر اس وقت پر وکیل سے رابطہ کر کے اس بات کی تسلی بھی کر لے کہ اس کی طرف سے قربانی ہو گئی ہے۔ نیز احرام کے باہر آنے کے لئے قربانی کافی ہے حلق کروانا ضروری نہیں لیکن بعدِ قربانی اگر حلق کروالیا جائے تو مستحسن ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:" عن عکرمۃ قال فقال ابن عباس قد احصر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فحلق راسہ و جامع نساءہ و نحرہ ھدیہ حتی اعتمر عاماً قابلاً" حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے ارشاد فرمایا: تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے سے روکا گیا تو آپ

نے اپنے سر مبارک کا حلق کروایا اور اپنی ازواج سے ازدواجی تعلق قائم فرمایا اور جانور کو نحر کیا حتی کہ آئندہ سال عمرہ فرمایا۔

(صحیح بخاری، ج1، ص331، مطبوعہ لاھور)

عالمگیریہ میں ہے:" واما حکم الاحصار فھو ان یبعث بالھدی او بثمنہ لیشتری بہ ھدیاً و یذبح عنہ مالم یذبح لا یحل و ھو قول عامۃ العلماء سواء شرط عند الاحرام الاھلال بغیر ذبح عند الاحصار او لم یشترط و یجب ان یواعد یوماً معلوماً یذبح عنہ فیحل بعد الذبح و لا یحل قبلہ حتی لو فعل شیئا من محظورات الاحرام قبل ذبح الھدی یجب علیہ ما یجب علی المحرم اذا لم یکن محصراً" اور بہرحال احصار کا حکم یہ ہے کہ قربانی یا اس کی قیمت بھیجے تاکہ اس سے قربانی کا جانور خریدا جائے اور اس کی طرف سے ذبح کیا جائے۔ جب تک ذبح نہیں کیا جائے گا احرام نہیں کھلے گا اور یہی قول عامہ علماء کا ہے برابر ہے کہ احرام باندھتے ہوئے احصار کے وقت بغیر ذبح کے احرام کھولنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور واجب ہے کہ ایک معین دن کا وعدہ لے لے جس دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے گا پس ذبح کے بعد احرام کھولے، پہلے نہیں کھول سکتا حتی کہ اگر ذبح سے پہلے ممنوعات احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب کیا تو اس پر وہی واجب ہوگا جو محرم پر واجب ہوتا ہے جب وہ محصر نہ ہو۔ (فتاوی ھندیہ، ج1، ص255، مطبوعہ کوئٹہ)

عالمگیریہ میں حلق کے بارے میں ہے:" و اما الحلق فلیس بشرط للتحلل فی قول ابی حنیفۃ و محمد رحمھما اللہ تعالی و ان حلق فحسن کذا فی البدائع " اور بہرحال حلق کروانا امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق احرام سے باہر آنے کے لیے شرط نہیں ہے اور اگر حلق کروالیا تو اچھا کیا اسی طرح بدائع میں ہے۔

(فتاوی ھندیہ، ج1، ص255، مطبوعہ کوئٹہ)

یہ یاد رہے کہ احرام سے باہر ہونے کے بعد بہرحال اس پر اس عمرے کے بدلے میں ایک عمرہ لازم ہے۔ عمر بھر جب اس عمرے کا موقع ملے اس عمرے کو ادا کرے۔ ہندیہ میں ہے:" ثم اذا تحلل المحصر بالھدی و کان مفرداً بالحج فعلیہ حجۃ و عمرۃ من قابل و ان کان مفرداً بالعمرۃ فعلیہ عمرۃ مکانھا " پھر جب محصر قربانی کے ساتھ احرام کھولے گا اور وہ حج افراد کر رہا تھا تو اس پر اگلے سال حج اور عمرہ کی قضاء ہوگی اور اگر صرف عمرہ کر رہا تھا تو اس پر اس کی جگہ عمرہ کی قضاء ہوگی۔ (فتاوی ھندیہ، ج1، ص255، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابو سعید محمد نوید رضا عطاری

13 رجب المرجب 1441ھ/09 مارچ 2020ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے